بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

بدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۵ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

سلسلۃ الجدید جلد | جمعۃ المبارک | سلسلۃ القدیم جلد

ای جہان منتظر خوش باش کامد دلستان | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

قیمت سالانہ

والیان ریاست ۔ ے

معاونین ۔ عـہ

برضائے ۔ ص

خود ۔ ے

عام قیمت

	پیشگی	مابعد
سالانہ	۳ر	ے
ششماہی	۲ر	عہ
سہ ماہی	۱۲ر	۱۴ر
یک ماہ	۵ر	۶ر
فی پرچہ	۱ر	۲ر

نمونہ کا پرچہ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائے گا۔ پیشگی قیمت درخواست کیساتھ بذریعہ منی آرڈر یا پہلا پرچہ بذریعہ وی پی وصول ہونی چاہیئے۔

باقی صورتوں میں قیمت مابعد کے حساب سے محسوب ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن — جان شد و باجان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک وز خبرہائے معاد — ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن ہمہ از حضرۂ احدیت است — منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکر آن مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

تکیہ بر روزی از آن عالیجناب — نزد ما کفر است خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کیوقت انکا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنی نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کی ... تی

۱۴ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء ... مذ دکھایا گیا ۔ جس پر
عربی عبارت مین ا... لکھے ہوئے ہین ۔ وہ
عبارت یاد نہین ... مطلب غالباً یہ تھا ۔ کہ
ایمان چار قسم ... یان ۔ دوسرا وہ جو بصیرۃ
سے حاصل ... ی ایمان ۔ چوتھا ۔ استغراقی
جو محویت ... رہا ہے ۔

۱۵ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء ۔ وحی ہوئی "دو زندگیون کا خاتمہ"

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لنگر خانہ کی آمد

یہ چند سطرین مین آپ کی خدمت مین حضرت امام علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق لکھتا ہون ۔ لنگر خانہ کی آمد کی کمی بسا اوقات باعث تشویش ہوتی ہے ۔ اس سے جو تین سال پہلے جب حضرت اقدس نے خود ایک اشتہار بعنوان لنگر خانہ کے انتظام کے لئے شائع فرمایا تھا ۔ تو اس وقت بھی یہی تکلیف پیش آئی تھی ۔ اب خرچ تو اس وقت سے ڈیوڑھا ہو گیا ہے یعنی اس وقت آٹھ سو روپیہ ماہوار تھا تو اس وقت بارہ سو روپیہ ماہوار ہو گیا ہے ۔ اور آمد کی یہ حالت ہے ۔ کہ دن بدن کم ہوتے ہین ۔ خاص ان دنون مین خصوصاً بہت ہی تنزل کی حالت مین ہے اور حضور کی اوقات گرامی جو ایسی تشویشون سے خالی ہونی چاہیئے ۔ للہذا ان مین یہ باتین مخل ہو جاتی ہین ۔ مین امید نہین رکھتا کہ کوئی اس سلسلہ کا مخلص اس بات کو گوارا کر سکیگا ۔ کہ حضور کو یہ تکلیف تشویش مین ڈالنے والی ہو اگرچہ یہ سارا انتظام توکلاً علی اللہ ہی ہو رہا ہے ۔ مگر تاہم یہ ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کوئی ایسا انتظام کیا جائے جیسا حضور نے پہلے بھی ایک دفعہ اشتہار دیا تھا ۔ اس اشتہار مین حضرت اقدس نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ ان لوگون کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہین ۔ مین آخری فیصلہ کرتا ہون ۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے ۔ کہ میرا انہین سے پیوند ہے ۔ یعنی وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین ۔ جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین ۔ ... سو ہر ایک شخص کو چاہیئے ۔ کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سر سے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے ۔ کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اسقدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے ۔ ... گو ایک پیسہ ماہواری ہو اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہین کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہو وہ منافق ہے اب اس کے بعد وہ سلسلہ مین نہین رہیگا ..... اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار مین داخل نہین اس سلسلہ مین ہرگز نہین رہیگا"

تین طرح سے موجودہ آمد مین ترقی کی صورۃ ہو سکتی ہے اور امید ہے کہ مخلص احباب ان تینون طریق پر پوری سعی فرمائین گے

اوّل ۔ فہرست چندہ مین جو اسوقت موجود ہے ۔ صرف دو ہزار چندہ دہندگان کا نام موجود ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت احباب ایسے ہین جنکو ابھی تک حضرت اقدس کے ارشاد کا پورا علم نہین ہوا یا انہون نے ٹھیک طرح سے اسکو سمجھا نہین ۔ پس جہان جہان کسی دوست کو احمدی احباب کا پتہ معلوم ہو ۔ جو ابھی تک چندہ دہندگان مین شامل نہین ۔ وہ انکو شامل کرنے کی کوشش کرین اور انکو حضرت اقدس کے اس منشاء سے پوری طرح سے آگاہ کرین اور انہین ایک مستعد آدمی کو مقرر کرین ۔ جو باقاعدہ چندہ وصول کر کے ماہوار بھیجدیا کرے ۔

دوئم ۔ اس فہرست مین اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر مین سے ایک آدمی کو چندہ دینے والا مقرر کر لیا گیا ہے اور باقی افراد عورتین ہون ۔ یا لڑکے لڑکیان وہ اس فرض سے سبکدوش سمجھے گئے ہین ۔ حالانکہ یہ فرض کفایہ نہین ۔ بلکہ حضرت اقدس کے یہ لفظ ہین کہ ہر ایک شخص کو جو اپنے آپ کو اس سلسلہ مین سمجھتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا لڑکا الگ الگ چندہ دینا چاہیئے اور کوئی اس حکم سے مستثنیٰ نہین ۔ کیا یہ تعجب کی بات نہین کہ دو لاکھ سے بھی زیادہ مریدون مین سے جو سلسلہ بیعت مین داخل ہو چکے ہون صرف دو ہزار چندہ دینے والے ہون گویا بحساب اوسط سو سے بھی زیادہ بیعت کرنیوالون مین سے صرف ایک چندہ دینے والا ہوا اور پھر جیسا کہ مردون کو اس اعانت مین حصہ لینا چاہیئے عورتین کیون الگ رہین اور ایسے ہی گھر کے دوسرے افراد سب کے سب شامل ہونے چاہیئے صرف احاطہ بمبئی مین ۱۹۰۱ء کی مردم شماری مین سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ (۱۱۰۸۷) احمدی تھے اگر یہ کل احمدی فی کس ایک پیسہ ماہوار کے حساب سے بھی چندہ دین تو پورے دو سو روپیہ ماہوار چندہ اس حساب سے آنا چاہیئے حالانکہ اب تعداد اور بھی بڑھ گئی ہوئی ہے ۔ اسی طرح پھر ہر جگہ اگر ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے چندہ اپنے اوپر فرض کر لے خواہ مرد ہو یا عورت تو ایک ایک پیسہ بھی دین تو لنگر خانہ کا انتظام با آسانی چل سکتا ہے پس سب سے زیادہ غور دینے کے قابل یہی دو باتین ہین ۔ کہ اوّل تو جہان حضرت اقدس کے ارشاد کی پوری طرح خبر نہین وہان تو خبر پہنچا کر ان لوگون کو ماہوار مستقل اعانت پر آمادہ کیا جائے اور اپنے گھرون مین عورتون اور بچون کو بھی اسمین شریک کیا جاوے اور فہرست چندہ مین جو کچھ ان کا چندہ ہو خواہ وہ ایک پیسہ ہو یا دھیلہ الگ دکھایا جاوے بلکہ چھوٹے چھوٹے بچون کو بھی بہ نیت حصول ثواب اس مین شامل کر لیا جاوے ۔

سوئم ۔ تیسری تجویز یہ ہے کہ جو صاحب آمدنی کا ذریعہ رکھتے ہین وہ اپنے اپنے چندہ کو بڑھاوین ۔ ان کے تھوڑا تھوڑا بڑھانے سے مجموعی آمد مین بہت بڑی ترقی ہو سکتی ہے ۔ مجھے کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ احباب اگر اپنی آمد کا دسوان حصہ خالص سلسلہ کی ضروریات کیلئے الگ کر دیا کرین تو یہ کوئی بڑی بات نہین ۔ ممکن ایسا ہو سکتا ہے کہ جن احباب کی آمدنی مثلاً دس روپیہ ماہوار سے بھی کم ہے وہ حسب استطاعت دسوین حصہ سے بھی کم دیدیا کرین ۔ اور جن کی آمدنی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے ۔ وہ حسب استطاعت زیادہ دیدیا کرین آخر جو وعدہ بیعت کیوقت کیا جاتا ہے ۔ اس کو بھی تو کسی قدر پیش نظر رکھنا چاہیئے ۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا سہل امر نہین مگر جہان تک ہو سکے ۔ دین کے لئے دن بدن قدم آگے ہی رکھنا چاہیئے ۔ میری غرض یہ ہے ۔ کہ دسوان حصہ صرف ضروریات سلسلہ کے لئے دیا جاوے جن مین لنگر خانہ اور مدرسہ اور اشاعت کا کام شامل ہین ۔ یہی سلسلہ کی اصل اور بڑی شاخین اور مقدم ضرورتین ہین ۔ اخبارون اور کتابون کی قیمت ایک الگ چیز ہے ۔ کیونکہ وہ معاوضہ مین دیجاتی ہے اور ان ضروریات مین بھی لنگر خانہ سب سے مقدم ہے ۔ کیونکہ اس کے اخراجات بہ نسبت دوسری شاخون کے بہت زیادہ ہین ۔

زکوٰۃ ۔ ان باتون کے علاوہ ایک ضروری عرض ہے اور وہ بھی مین بایماء حضرت امام علیہ السلام ہی لکھتا ہون ۔ اور وہ ہے زکوٰۃ کے متعلق ۔ اسی اشتہار متعلق لنگر خانہ مین جس کا مین نے اوپر ذکر کیا ہے حضرت اقدس نے اخیر پر یہ بھی تحریر فرمایا تھا ۔ کہ یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح کی ہر قسم کا روپیہ بھی یہان آنا چاہیئے مگر اسکی طرف بہت ہی کم مین کہہ سکتا ہون شاید تھوڑا اور احباب نے توجہ کی ہے جس دن حضور علیہ السلام نے لنگر خانہ کے متعلق تحریک کے لئے حکم دیا ۔ اسی دن مین نے یہ بھی عرض کیا تھا اور یہ بعض احباب سیالکوٹ و لاہور کی تحریک سے تھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ اکثر لوگ یا تو شاید الگ کر کے نکالتے ہی نہین اور یا نکالتے ہین تو اپنی اپنی جگہ پر مناسب موقعہ پر خرچ کر لیتے ہین جس پر آپ نے فرمایا ۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ بھی سب یہان آنا چاہیئے پھر یہان حسب ضرورت خرچ ہونا چاہیئے ۔ اوّل تو زکوٰۃ دی بہت کم جاتی ہے حالانکہ بہت گھر ایسے ہوتے ہین جہان اگر نقد مال جمع نہ ہو تو کم از کم زیور ضرور اسقدر مالیت کا ہوتا ہے جس پر زکوٰۃ ضروری ہے ۔ اور اس طرف توجہ اس لئے نہین ہوتی کہ زکوٰۃ کا فنڈ الگ جمع نہین ہوتا ورنہ اگر یہ روپیہ سب یکجا جمع کیا جاوے تو خود تحریک کا باعث ہوتا ہے دوم زکوٰۃ آنحضرت صلعم کے زمانے مین ہمیشہ ایک جگہ جمع ہوتی رہی اور کبھی اجازت نہ تھی کہ ہر شخص جہان چاہے اسے خرچ کرلے ۔ لیکن ابھی وہی صورت ہونی چاہیئے یہی حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بھی ایک استفسار پر فرمایا تھا پس نہایت ضروری ہے کہ آئندہ زکوٰۃ کا کل روپیہ ایک جگہ قادیان مین جمع ہو اور یہ روپیہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے پاس جمع ہوگا مگر بھیجنے والے صرف اس پتہ پر بھیجین یا امین فنڈ زکوٰۃ قادیان تاکہ یہ روپیہ الگ کا الگ جمع ہوتا رہے ۔ اس کا سارا حساب کتاب الگ ہوگا ۔

صاف ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ مخصوص ہو کر الگ فنڈ زکوٰۃ مین آنا چاہیئے ۔ اور اس کا تعلق کسی دوسرے کسی چندہ یا مد سے کچھ نہین ۔ پھر بموجب ارشاد حضرت اقدس اسکو مناسب موقعہ پر خرچ کیا جاویگا ۔ خاکسار محمد علی از قادیان

گئے۔ اللہ تعالےٰ کے ایک حکم فرمودہ رسول کی ایک بات کا بھی جو شخص انکار کرتا ہے۔ اور اس کے مخالف ضد کرتا ہے۔ وہ کافر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ان لوگون کی غلطی ہے۔ جو کہتے ہین۔ کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہین۔ اور تمام اعمال حسنہ بجالاتے ہین۔ ہمین کیا ضرورت ہے۔ یہ نہین جانتے۔ کہ اعمال حسنہ کی توفیق بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہر قسم کے شرک انفسی آفاقی کا نکالنا۔ خلوص لذت اور احسان کے ساتھ عبادت کا بجالانا۔ یہ کوئی اختیاری بات نہین ہے۔ اس کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہایت ہی ضروری ہے۔ قرآن شریف مین لکھا ہے۔ کہ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کے محبوب بن جائین۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ ان لوگون کو معلوم نہین۔ کہ نیک اعمال کی توفیق فضل الٰہی پر موقوف ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو۔ اندر کی آلودگیان دور نہین ہوسکتین جب کوئی شخص نہایت درجہ کے صدق اور اخلاص کو اختیار کرتا ہے۔ تو ایک طاقت آسمانی ان کے واسطے نازل ہوتی ہے۔ اگر انسان سب کچھ خود کر سکتا تو دعاؤن کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مین اس شخص کو راہ دکھاؤن گا۔ جو میرے راہ مین مجاہدہ کرے۔ یہ ایک باریک رمز ہے۔ حدیث مین آیا ہے۔ کہ تم سب اندھے ہو۔ مگر وہ جس کو خدا آنکھین دے۔ اور تم سب مُردے ہو۔ مگر وہ جس کو خدا زندگی دے۔ دیکھو یہودیون کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ مثل گدھون کے ہین۔ جن پر کتابین لدی ہوئی ہون۔ ایسا علم انسان کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ جب تک دل آراستہ نہ ہو۔ ہدایت اور سکینت نازل نہین ہوتی۔ شیطان سے مناسبت آسان ہے۔ مگر ملائک سے مناسبت مشکل ہے۔ کیونکہ اس مین اُوپر کو چڑھنا ہے۔ اور اُس مین نیچے گرنا ہے۔ نیچے گرنا آسان ہے۔ مگر اُوپر چڑھنا بہت مشکل ہے۔ یہ مقام تب حاصل ہوسکتا ہے۔ کہ انسان درحقیقت پاک ہوکر محبت الٰہی کو اپنے اندر داخل کرلیتا ہے۔ لیکن اگر یہ امر آسان ہوتا۔ تو اولیاء۔ ابدال۔ غوث اور اقطاب ایسے کمیاب کیون ہوتے۔ بظاہر تو وہ سب عام لوگون کی مانند نمازین پڑھتے اور روزے رکھتے ہین۔ مگر فرق صرف توفیق کا ہے۔ ان لوگون نے کسی قسم کی شوخی اور کج روی نہ کی۔ بلکہ خاکساری کا راہ اختیار کیا۔ اور مجاہدات مین لگ گئے۔ جو شخص دنیوی حکام کے بالمقابل شوخی کرتا ہے۔ وہ بھی ذلیل کیا جاتا ہے۔ پھر اس کا کیا حال ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ حکم کے ساتھ شوخی اور گستاخی سے پیش آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کیا کرتے تھے۔ اللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِی اِلٰی نَفْسِی طَرْفَةَ عَیْن۔ یا اللہ مجھے ایک آنکھ جھپکنے تک بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر۔ اب ان لوگون کے تقوےٰ کے حال کو دیکھنا چاہیئے۔ مین ان کے سامنے آیا۔ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ کیا انہون نے میرے معاملہ مین تدبر کیا؟ کیا انہون نے میری کتب کا مطالعہ کیا؟ کیا یہ میرے پاس آئے؟ کہ مجھ سے سمجھ لین۔ صرف لوگون کے کہنے کہلانے سے بے ایمان۔ دجال اور کافر مجھے کہنا شروع کیا۔ اور کہا کہ یہ واجب القتل ہے۔ بغیر تحقیقات کے انہون نے یہ سب کارروائی کی۔ اور دلیری کے ساتھ اپنا مونہہ کھولا۔ مناسب تھا۔ کہ میرے مقابلہ مین یہ لوگ کوئی حدیث پیش کرتے۔ میرا مذہب ہے۔ کہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا ادہر اُدہر جانا بے ایمانی مین پڑنا ہے۔ لیکن کیا اس کی پہلے کوئی نظیر دنیا مین موجود ہے؟ کہ ایک شخص ۲۵ سال سے خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر روز اس کی تائید اور نصرت کرتا ہے وہ اکیلا تھا۔ اور خدا نے تین لاکھ آدمی اس کے ساتھ شامل کردیا۔ کیا تقوےٰ کا حق ہے؟ کہ اس کے مخالف بیہودہ شور مچایا جاوے۔ اور اس کے معاملہ مین کوئی تحقیقات نہ کی جاوے۔ وفات مسیح پر قرآن ہمارے ساتھ ہے۔ معراج والی حدیث ہمارے ساتھ ہے۔ صحابہ کا اجماع ہمارے ساتھ ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ تم حضرت عیسیٰؑ کو وہ خصوصیت دیتے ہو۔ جو دوسرے کے لئے نہین۔ مجھے ایک بزرگ کی بات بہت ہی پیاری لگتی ہے۔ اس نے لکھا ہے۔ کہ اگر دنیا مین کسی کی زندگی کا مین قائل ہوتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا قائل ہوتا۔ دوسرے کی زندگی سے ہم کو کیا فائدہ۔ تقوےٰ سے کام لو۔ ضد اچھی نہین۔ دیکھو پادری لوگ گلی اور کوچون اور بازارون مین یہی کہتے پھرتے ہین۔ کہ ہمارا یسوع زندہ ہے۔ اور تمہارا رسول مرچکا ہے۔ اس کا جواب تم ان کو کیا دے سکتے ہین۔ یہ زمانہ تو اسلام کی ترقی کا زمانہ ہے۔ کسوف خسوف بھی پیشگوئی کے مطابق ہوچکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام کی ترقی کے واسطے وہ پہلو اختیار کیا ہے۔ جس کے سامنے کوئی بول نہین سکتا۔ سوچو۔ ۔ ۱۹ سال تک مسیح کو زندہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا۔ یہی کہ چالیس ۴۰ کروڑ عیسائی ہوگئے۔ اب دوسرے پہلو کو بھی چند سال کے واسطے آزماؤ۔ اور دیکھو کہ اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ کسی عیسائی سے پوچھو۔ کہ اگر یسوع مسیح کی وفات کو تسلیم کرلیا جائے۔ تو کیا پھر بھی کوئی عیسائی دنیا مین رہ سکتا ہے۔ تمہارا یہ طیش اور یہ غضب مجھ پر کیون ہے؟ کیا اسی واسطے کہ مین اسلام کی فتح چاہتا ہون۔ یاد رکھو۔ کہ تمہاری مخالفت میرا کچھ بھی بگاڑ نہین سکتی۔ مین اکیلا تھا۔ خدا کے وعدے کے موافق کئی لاکھ آدمی میرے ساتھ ہوگئے۔ اور دن بدن ترقی ہورہی ہے۔ لاہور مین بشپ صاحب نے یہی سوال مسلمانون کے سامنے پیش کیا تھا۔ ہزارون آدمی جمع تھے۔ اور بڑا بھاری جلسہ تھا۔ یسوع کی فضیلت اس نے اس طرح بیان کی۔ کہ وہ زندہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوچکے ہین تب کوئی مسلمان اس کا جواب نہ دے سکا۔ لیکن ہماری جماعت مین سے مفتی محمد صادق صاحب اُٹھے۔ جو اس جگہ اس وقت موجود ہین۔ انہون نے کہا۔ کہ مین ثابت کرتا ہون کہ قرآن۔ حدیث۔ انجیل سب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہین۔ چنانچہ انہون نے ثابت کردیا۔ تب بشپ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اور ہماری جماعت کے ساتھ مخاطب ہونے سے اعراض کیا۔ ان مولویون پر افسوس ہے۔ کہ میری تذلیل کی خاطر یہ لوگ اسلام پر حملہ کرتے ہین۔ اور اسلام کی بے عزتی کرتے ہین۔

تلوار

اور کہتے ہین۔ کہ مہدی آئے گا۔ تو وہ تلوار کے ساتھ دین پھیلائے گا۔ اے نادانو! کیا تم عیسائیون کے اعتراض کی مدد کرتے ہو۔ کہ دین اسلام تلوار کے ساتھ پھیلا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ اسلام کبھی تلوار کے ساتھ نہین پھیلایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دین جبراً پھیلانے کے واسطے تلوار نہین اُٹھائی بلکہ دشمنون کے حملون کو روکنے کے واسطے اور وہ بھی بہت برداشت اور صبر کے بعد غریب مسلمانون کو ظالم کفار کے ہاتھ سے بچانے کے واسطے جنگ کی گئی تھی۔ اور اس مین کوئی پیش قدمی مسلمانون کی طرف سے نہین ہوئی تھی۔ یہی جہاد کا سر ہے۔ آج کل عیسائیون کے حملے تلوار کے ساتھ نہین ہین۔ بلکہ قلم کے ساتھ ہین۔ پس قلم کے ساتھ ان کا جواب ہونا چاہیئے۔ تلوار کے ساتھ سچا عقیدہ نہین پھیل سکتا۔ بعض بے وقوف جنگلی لوگ ہندؤن کو پکڑ کر ان سے جبراً کلمہ پڑھواتے ہین۔ مگر وہ گھر جاکر پھر ہندو کے ہندو ہوتے ہین۔ اسلام ہرگز تلوار کے ساتھ نہین پھیلا بلکہ پاک تعلیم کے ساتھ پھیلا ہے۔ صرف تلوار اٹھانے والون کو تلوار کا مزہ چکھایا تھا۔ اب قلم کے ساتھ۔ دلائل اور براہین کے ساتھ۔ اور نشانون کے ساتھ مخالفون کو جواب دیا جارہا ہے۔ اگر خدا کو یہی منظور ہوتا۔ کہ مسلمان جہاد کرین۔ تو سب سے بڑھ کر مسلمانون کو جنگی طاقت دی جاتی اور آلات حرب کی ساخت اور استعمال مین انکو بہت دسترس عطا کیجاتی ہے۔ مگر یہان تو یہ حال ہے

کہ مسلمان بادشاہ اپنے ہتھیار یورپ کے لوگوں سے خرید کر لیتے ہیں۔ تم میں تلوار نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہی نہیں۔ کہ تم تلوار کا استعمال کرو۔ سچی تعلیم اور معجزات کے ساتھ اب اسلام کا غلبہ ہوگا۔ میں اب بھی نشان دکھانے کو طیار ہوں۔ کوئی پادری آئے۔ اور چالیس روز تک میرے پاس رہے۔ تلواروں کو تو زنگ بھی لگ جاتا ہے۔ پر ان نشانوں کو جو تازہ ہیں۔ کون زنگ لگا سکتا ہے۔

اسلام کے واسطے ایک انحطاط کا وقت ہے۔ اگر ہمارا طریق ان لوگوں کو پسند نہیں۔ تو فتح اسلام کے واسطے کوئی پہلو یہ لوگ ہم کو بتلائیں۔ ہم قبول کریں گے۔ اب تو ہر ایک عقل مند نے شہادت دیدی ہے۔ کہ اگر اسلام کی فتح کسی بات سے ہوسکتی ہے۔ تو وہ یہی بات ہے۔ یہاں تک کہ خود عیسائی قائل ہیں۔ کہ وفات مسیح کا یہی ایک پہلو ہے۔ جس سے ہمارا مذہب بیخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے اگر یہ لوگ عیسائیت کو چھوڑ دیں گے۔ تو پھر ان کے واسطے بجز اس کے اور کوئی دروازہ نہیں۔ کہ اسلام کو قبول کریں۔ اور اس میں داخل ہو جائیں۔ یہی ایک راہ ہے اگر کوئی دوسری راہ کسی کو معلوم ہے۔ تو اس پر فرض ہے۔ کہ اس کو پیش کرے۔ بلکہ اس پر کھانا پینا حرام ہے۔ جب تک اس پہلو کو پیش نہ کرے۔ اے مسلمانو! سوچو اس میں تمہارا کیا حرج ہے۔ کہ عیسیٰ فوت ہو گیا۔ کیا تمہارا پیارا نبی فوت نہیں ہو گیا؟ آنحضرت صلعم کی وفات کے نام پر تمہیں غصہ نہیں آتا۔ عیسیٰ کی وفات کا نام سن کر تمہیں کیوں غصہ آجاتا ہے۔

میرا مطلب نفسانیت کا نہیں۔ میں کوئی شہرت نہیں چاہتا۔ میں تو صرف اسلام کی ترقی چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ میرے دل کو خوب جانتا ہے۔ اسی نے میرے دل میں یہ جوش ڈالدیا۔ میں اپنی طرف سے بات نہیں کہتا۔ پچیس برس سے خدا کا الہام مجھ سے یہ بات کہلا رہا ہے۔ اسی زمانہ کا یہ الہام ہے۔ الرحمن علم القرآن۔ خدا چاہتا ہے۔ کہ مجرم علیحدہ ہو جائیں اور راستباز علیحدہ ہو جائیں۔ میرے پر حملہ کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ بصیرت والا اپنی بصیرت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی صادق طالب حق ہو کر میرے پاس آوے۔ میں تازہ تر نشان دکھاؤں گا کیا میں اس قدر یقین کو ترک کرکے تمہاری ظنی باتوں کے پیچھے پڑ جاؤں۔ جس شخص کو خدا نے بصیرت دی نشانوں کے ساتھ۔ اپنے مخاطبات اور مکالمات کے ساتھ اس کی صداقت پر مہر لگادی۔ وہ تمہاری خیالی باتوں کو کیا کرے اگر تم اس قدر باتوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لا سکتے تو

اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون

تم اپنی جگہ اپنا کام کرو۔ میں اپنا کام کرتا ہوں۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ سچا کون ہے۔

آخری فیصلہ تازہ اخبار از لودیانہ - ۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء آج ۵ - نومبر بہ خیریت وارد ہوئے۔ صبح دس بجے کے بعد حضرت اقدس بمعہ خدام لودیانہ بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ کل ۴۔ نومبر کو چونکہ دہلی سے روانگی کی طیاری تھی اور دن بھر اسی کام میں گذرا۔ اس واسطے کل میں اخبار کیواسطے کوئی ڈائری ارسال نہ کر سکا۔ اس واسطے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج کے لدھیانہ میں پہنچنے کے اخبار کی تحریر سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کل کی دہلی کی کیفیت مختصراً بیان کروں۔ کل کی باتوں میں سے زیادہ تر قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایک نوجوان معلوم نہیں۔ طالب علم تھا۔ یا مولوی صاحبان میں شامل تھا۔ چند اور مسجد کے طلباء اور مولوی لوگوں کے ہمراہ حضرت کے پاس آیا۔ اور نہایت گستاخی کے ساتھ بہت ہی کج بحثی کی گفتگو شروع کی۔ مسئلہ متعلق موعود مسیح اور الیاس کے موعود ہونے کی بابت تھا حضرت نے بار بار نہایت نرمی سے اس کو سمجھایا۔ کہ جس کے آنے کے متعلق خدا نے وعدہ کیا۔ کہ وہ آئے گا۔ وہ موعود ہے۔ مگر وہ بار بار یہی کہتا رہا۔ کہ موعود کا لفظ دکھاؤ اور توریت میں الیاس کے متعلق موعود کا لفظ دکھاؤ بہت ہی سمجھایا گیا۔ مگر وہ بار بار تکذیب کرتا گیا۔ اور نہایت شوخی کے ساتھ انکار کرتا گیا۔ اس کی زبان نہایت تیز چلتی تھی۔ اور کوئی تقویٰ کی خوشبو اس میں نہ تھی۔

آخر حضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے بہت سمجھایا ہے قرآن اور حدیث کو پیش کیا ہے۔ گذشتہ انبیاء کے حالات کو پیش کیا ہے۔ منہاج نبوت کو تمہارے سامنے رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نشانات دکھلائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی دلیل پیش کی ہے۔ پھر اگر تم نہیں مانتے اور ضد سے باز نہیں آتے۔ تو عنقریب خدا تعالیٰ تم سے حساب لیگا۔ صرف مرنے کے بعد نہیں۔ بلکہ اسی دنیا میں تم کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں صادق ہوں یا کاذب ہوں۔ خدا نے مجھے اور نشانوں کا بھی وعدہ دیا ہے۔ جنمیں سے ایک طاعون ہے اور ایک زلزلہ ہے۔ تھوڑا اور صبر کرو۔ چند سالوں میں تم دیکھ لوگے۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ عذاب تم پر نازل نہ ہوئے۔ تو خود ثابت ہو جائے گا۔ ورنہ یہ ظاہر ہوگا۔ کہ میں باطل پر ہوں۔ انسان امن اور راحت کی حالت میں باتیں بناتا ہے۔ میں نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ کہ یہ وہ وقت نہیں۔ کہ لوگ مانیں۔ لیکن وقت عنقریب آنیوالا ہے۔ جب کہ خدا کے وعدے پورے ہوں گے۔ اور لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ صادق کون ہے اور کاذب کون ہے۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہیں تو میں خود بخود تباہ ہو جاؤں گا۔ اور تم آسودگی سے زندگی بسر کروگے۔ میں خدا کا نشان پیش کرتا ہوں ذرا دانتوں میں زبان لو۔ کہ خدا کا عذاب آنیوالا ہے مجازی گورنمنٹ کے ساتھ جو آدمی زیادہ قیل و قال کرتا ہے۔ وہ بھی پکڑا جاتا ہے۔ میں نے جو کچھ پیش کرنا تھا۔ وہ پیش کر دیا۔ تواتر پیش کر دیا۔ خدا اور رسول کا کلام پیش کیا۔ نشانات تائید و نصرت پیش کئے اب خدا کا وعدہ ہے۔ کہ تکذیب کرنے والوں پر میں عذاب کی مار ماروں گا۔ تھوڑے دن صبر کرو اگر خدا سچا ہے۔ اور میں اس کی طرف سے ہوں تو عنقریب تم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔

دہلی سے روانگی شام کے ۷ بجے حضرت بمعہ خدام دہلی سے روانہ ہوئے۔ ایک پوری سکنڈ کلاس گاڑی ریزرو کرائی گئی۔ اور باقی ٹکٹ درجہ انٹر درجہ سوم کے خرید کئے گئے۔ راستہ میں سرہند کے اسٹیشن پر چند دوست شامل ہوئے۔ صبح کے ۷ بجے کے قریب گاڑی لودھیانہ کے اسٹیشن پر پہنچی۔ جہاں قریب ایک ہزار کے آدمی حضرت کے استقبال اور زیارت کے لئے موجود تھا۔

شکریہ دہلی پیشتر اس کے کہ دہلی سے روانگی کے مضمون کو میں ختم کروں۔ یہ ضرور ہوگا۔ کہ دہلی کا شکریہ ادا کیا جائے۔ عوام کا بھی اور خواص کا بھی اور سب سے بڑھ کر احباب کا۔ عوام کا۔ اس واسطے کہ سوائے معدودے چند آدمیوں کے عموماً سب لوگ سلوک اور مروت کے ساتھ پیش آئے۔ اور حضرت کی باتوں کو توجہ سے سنتے رہے۔ گو کسی نے خاص دہلی کے رہنے والوں میں سے بیعت نہیں کی۔ مگر دہلی وہ دہلی نہیں رہی۔ جو آج سے چودہ سال پہلے تھی۔ بلکہ دل بہت نرم ہو گئے ہیں۔ اور لوگ توجہ کے ساتھ حضرت کی باتیں سنتے رہے۔ اکثر نے اقرار کیا ہے۔ کہ آپ سچے ہیں۔ اور مسیح مر گیا ہے۔ بعض نے اپنی پہلی گستاخیوں کی معافی چاہی۔ پھر خواص نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ جس کسی کو ملنے کا اتفاق ہوا۔ محبت اور سلوک سے ملا۔ بعض نے حضرت کو السلام علیکم کہلا بھیجا۔ باقی رہے احباب جن کی تعداد شہر دہلی میں بہت ہی تھوڑی ہے۔ اور انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ خدا ان میں برکت عطا کرے۔ ان کے نام نامی یہ ہیں۔ میر قاسم علی صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ اسلامیہ جن کو مسلمانوں نے اس کام سے صرف اسی واسطے موقوف کر دیا۔ کہ وہ احمدی ہیں۔ ہم مسافران دہلی میر صاحب موصوف

کے نہائت ہی مشکور ہین۔ انھون نے ایام رہائش دہلی مین اپنے آپ کو حضرت اقدس اور آپ کے خدام کی خدمت کے واسطے بالکل وقف کر دیا تھا۔ ہر وقت ڈیرہ مسیح پر ہر قسم کی خدمت کے واسطے طیار موجود نظر آتے تھے۔ علاوہ اپنی خدمات کے اپنے ملازمون کو بھی اسی کام پر لگا دیا۔ اور وہ بھی رات دن ہماری خدمت مین مصروف رہے۔ یہ صاحب جماعت احمدیہ دہلی کے سکرٹری بھی ہین اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص مین برکت دے۔ اور ان کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین

۲ - ہمارے عزیز دوست **بابو محمد اسماعیل صاحب** ٹھیکہ دار و ایڈیٹر رسالہ المنصور۔ یہ دوست باوجود اپنی ضروری مصروفیتوں جوان کو اپنے کاروبار ٹھیکہ داری اور پریس کے متعلق تھین۔ اکثر مکان حضرت پر اپنے دور کے مکان سے تشریف لاکر خدمت مین مصروف رہتے رہے۔ اس عزیز بھائی کو سلسلہ حقہ کی اشاعت کے واسطے بڑا جوش ہے کئی ایک کتابین اس کے متعلق لکھ ڈالین۔ ۳ - مخدومی ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب جو اپنی قابل تقلید چستی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کے ہاتون سے وقت چھین چھین کر حضرت کی خدمت کے واسطے حاضر ہوتے رہتے ہے۔ اکثر رات کو بہت دیر کے بعد گھر واپس جاتے اور ہر طرح کی خدمت دلی محبت سے کرنا اپنا فخر جانتے تھے ۴ - میرے پیارے بھائی میان عبد العزیز صاحب جنھون نے حیرت کی حیرانی کی دو جلدین لکھکر ایک مخالف سلسلہ حقہ کی ایسی خبر لی ہے۔ کہ غیر مذاہب کے لوگون نے بھی اس کی بڑی تعریف کی ہے۔ ۵ - میان عطاء اللہ خان صاحب جو دفتر سرکاری مین چپڑاسی ہین۔ ایک غریب محبت سے بھرے ہوئے آدمی ہین۔ انہون نے حضرت کی خدمت کے واسطے اپنے دفتر سے کئی دن کی رخصت حاصل کی۔ اور رات دن خدمت مین مصروف رہتے رہے۔ مجھے ان کے لئے ایک خاص شکریہ کا موقع بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مجھے اخبار بدر کے واسطے ڈائری کی ڈاک آخری وقت مین روانہ کرتے واسطے بعض دفعہ یہ صاحب رات کے دس بجے میری چٹھیان ریل پر لے جایا کرتے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے شروع مین تین وقت دہلی کے احباب نے تمام قافلہ کی دعوت کی۔ اور بابو محمد اسمٰعیل صاحب نے اس کے بعد بھی دو دفعہ دعوت دی۔ ان کے علاوہ دو تین اور بیرونی دوستون نے بھی دہلی مین بہت سی دعوتین کین۔

کتاب سفر دہلی

دہلی کی تقریرین اور دیگر حالات ہنوز سلسلۂ شایع ہوتے رہین گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا اور اس نے توفیق دی۔ تو سفر دہلی پر ایک مستقل کتاب لکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ مین شائع کرونگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

دہلی کو وعدہ

دہلی مین قبولیت کی کسی قدر طیاری دیکھ کر اور وہان کے لوگون کو مہذب پاکر حضرت نے ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ کہ کسی مناسب موقعہ پر پھر دہلی تشریف لے جائین۔ اور دو ماہ تک وہان قیام رکھین۔

لدھیانہ

جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہون۔ لدھیانہ کے اسٹیشن پر بہت کثرت سے آدمی جمع تھے۔ علاوہ شہر کے لوگون کے لدھیانہ کے اردگرد کے گاؤن۔ اور پٹیالہ۔ ماہون سرہند۔ نئی بستی گڈھ۔ اچھی واڑہ۔ کپورتھلہ۔ بنگہ۔ حاجی پور بسی۔ مالیر کوٹلہ وغیرہ وغیرہ مقامات سے احباب اور دیگر نمائیین جمع ہین۔ احباب لدھیانہ گاڑیان لے کر اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ اور ایک بہت وسیع مکان مردانہ اور زنانہ پہلے سے ہر طرح آراستہ طیار تھا۔ اور ہر طرح کا انتظام کھانے وغیرہ کا بہت عمدہ تھا۔ آج شام کو حضرت مولوی نورالدین صاحب کا وعظ ہوا۔ کل صبح آٹھ بجے حضرت اقدس کا وعظ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لدھیانہ کے دو مخالف مولویون نے جن مین سے ایک کا نام سعد اللہ ہے گندے اشتہارات مخالفت مین دئے۔ اخویم شیخ یعقوب علی صاحب نے ہر دو کا جواب لکھا ہے۔ جو کل تک انشاء اللہ شائع ہو جائے گا۔ آج شام کو مین صاحب ایڈیٹر نورافشان سے ملاقات کو گیا۔ جو کہ ایک انگریز ہین۔ مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی۔ صاحب بہادر ایک خلیق آدمی ہین ہماری باتون کو نہائت غور سے سنا۔ مفصل گفتگو پھر کسی موقعہ پر درج ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رشید میرٹھ

دہلی سے پنجاب کو آتے ہوئے میرٹھ راستہ مین پڑتا ہے۔ اور وہان کے بعض احباب دہلی مین پہنچ گئے تھے۔ جن مین سے ایک مخدومی اخویم شیخ عبد الرشید صاحب ہین۔ جنھون نے کتاب ضرورت الامام چھپوا کر پانچ سو جلد مفت تقسیم کی۔ ان کے الفاظ کتاب پر یہ ہین۔ یہ رسالہ نافع راہنمائی اسلام جو آفتاب صداقت امام الوقت کی شناخت کا ہر ذی ہوش منصف مزاج کے واسطے کافی ذریعہ ہے۔ شکریہ تشریف آوری جناب حجت اللہ فی الارض مسیح موعود علیہ السلام بمقام دہلی مطبع احمدی صدر بازار کیمپ میرٹھ کی طرف سے پانسو جلد بلا قیمت ناظرین منصفین کے ملاحظہ کے واسطے تقسیم کی گئین۔ خدا قبول کرے۔ آمین کل جلد ایک ہزار چھاپی گئی ہے۔ پانچ سو قیمتاً دیجائیگی۔ قیمت فی رسالہ ۱؎ ہے۔

بقیہ ڈائری دہلی

۲۸ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - روز شنبہ دہلی کے ارد گرد بہت سی ویران مساجد کا تذکرہ تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ ان کا مرمت کرانا کچھ مشکل امر نہ تھا۔ اگر لوگ چاہتے۔ تو کر لیتے۔ مگر جب خدا تعالیٰ کسی امر سے توجہ کو ہٹا دیتا ہے۔ تو پھر کوئی کر ہی کیا سکتا ہے۔ علاوہ ازین بعض مساجد کسی صحیح نیت سے نہین بنوائی جاتین۔ بلکہ صرف اس واسطے بنائی جاتی ہین کہ ہماری مسجد ہو۔ اور کہلائے۔ فرمایا کل امور نیت صحیح اور دل کے تقوے پر موقوف ہین۔ ایک بزرگ کے پاس بہت دولت تھی۔ کسی نے اعتراض کیا۔ اس نے جواب دیا ع کہ اندا ختم در دل۔ مگر انداختم در گل۔ غرض خدا کے ساتھ دل لگا کر جب انسان دنیوی کاروبار کرتا ہے۔ تو کوئی شے اسے خدا سے مانع نہین ہو سکتی۔ خواہ کتنے ہی بڑے مشاغل کیون نہ ہون۔

ہند مین اسلام

فرمایا۔ کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ ہند مین اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا۔ ہرگز نہین ہند مین اسلام بادشاہون نے بجبر نہین پھیلایا۔ بلکہ ان کو تو دین کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی۔ اسلام ہند مین ان مشائخ اور بزرگان دین کی توجہ دعا اور تصرفات کا نتیجہ ہے۔ جو اس ملک مین گذرے تھے۔ بادشاہون کو یہ توفیق کہان ہوتی ہے۔ کہ دلون مین اسلام کی محبت ڈالدین۔ جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ خود اپنے وجود سے نہ ظاہر کرے۔ تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہین ہو سکتا۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے حضور مین فنا ہو کر خود مجسم قرآن اور مجسم اسلام اور مظہر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہین۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ایک جذب عطا کیا جاتا ہے۔ اور سعید فطرتون مین ان کا اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ لوتے کروڑ مسلمان ایسے لوگون کی توجہ اور جذب سے بن گیا۔ تھوڑے سے عرصہ مین کوئی دین اس کثرت کے ساتھ کبھی نہین پھیلا۔ یہی لوگ تھے۔ جنھون نے صلاح و تقوی کا نمونہ دکھلایا اور ان کی برکات قوی نے جوش مارا اور لوگون کو کھینچا۔ مگر یہ بزرگ بھی عوام کی طعن و تشنیع سے خالی نہ تھے۔ گو ہم زیادہ تر ان لوگون کے آگے گالیون کے لئے تختۂ مشق ہو رہے ہین تاہم ان سب نے دکھ اٹھایا یہ ہمارے علماء ہمیشہ کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہے ہین۔

سماع

ذکر آیا۔ کہ بعض بزرگ راگ سنتے ہین۔ کیا یہ جائز ہے فرمایا۔ اس طرح بزرگان دین پر بدظنی کرنا اچھا نہین حسن ظن سے کام لینا چاہیئے۔ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشعار سنے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین ایک صحابی مسجد کے اندر شعر پڑھتا تھا۔ حضرت عمر اس کو منع کیا۔ اس نے جواب دیا۔ مین نبی کریم کے سامنے مسجد مین شعر پڑھا کرتا تھا۔ تو کون ہے۔ جو مجھے روک سکے۔ یہ سنکر حضرت امیر المومنین بالکل خاموش ہو گئے۔ قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہیئے۔ بلکہ اس قدر تاکید ہے۔ کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہین پڑھتا۔ وہ ہم مین سے نہین ہے

اور خود اس میں ایک اثر ہے۔ عمدہ تقریر خوش الحانی سے کی جائے تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہی تقریر ژولیدہ زبانی سے کی جائے تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس شے میں خدا نے تاثیر رکھی ہے اس کو اسلام کی طرف کھینچنے کا آلہ بنایا جائے۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ حضرت داؤد کی زبور گیتوں میں تھی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب حضرت داؤد خدا کی مناجات کرتے تھے۔ تو پہاڑ بھی اُن کے ساتھ روتے تھے اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے۔

مزامیر یہاں ایک شخص درمیان میں بول پڑا۔ کہ مزامیر کے متعلق آپ کا حکم کیا ہے؟

فرمایا بعض نے قرآن شریف کے لفظ لہو الحدیث کو مزامیر سے تعبیر کیا ہے۔ مگر میرا مذہب یہ ہے کہ ہر ایک شخص کو مقام اور محل دیکھنا چاہیئے۔ ایک شخص کو جو اپنے اندر بہت سے علوم رکھتا ہے اور تقوے کے علامات اس میں پائے جاتے ہیں۔ اور متقی باخدا ہونے کی ہزار دلیل اس میں موجود ہے۔ صرف ایک بات جو تمہیں سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کی وجہ سے اُسے بُرا نہ کہو۔ اس طرح انسان محروم رہ جاتا ہے۔ بایزید بسطامی کا ذکر ہے۔ کہ ایک دفعہ لوگ بہت اُن کے گرد ہوئے۔ اور ان کے وقت کو پراگندہ کرتے تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ انہوں نے سب کے سامنے روٹی کھانی شروع کر دی۔ تب سب لوگ کافر کہہ کر بھاگ گئے۔ عوام واقف نہ تھے۔ کہ یہ مسافر ہے۔ اور اس کے واسطے روزہ ضروری نہیں لوگ نفرت کرکے بھاگ گئے۔ ان کے واسطے عبادت کے لئے مقام خلوت حاصل ہو گیا۔

اسرار یہ اسرار ہیں۔ اور ان کے واسطے ایک عمدہ مثال خود قرآن شریف میں موجود ہے۔ جہاں حضرت خضر نے ایک کشتی توڑ ڈالی۔ اور ایک لڑکے کو قتل کر دیا۔ کوئی ظاہر شریعت ان کو ایسے کام کی اجازت نہ دے سکتی تھی اس قصہ سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ خضری اسرار اس اُمّت میں ہمیشہ پائے جاتے رہے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات متفرقہ کے جامع تھے۔ اور ظلّی طور پر وہ کمالات آنحضرت کی اُمّت میں بھی موجود ہیں۔ جو خضر نے کیا آئندہ صاحبان کمالات بھی حسب ضرورت کرتے ہیں جہاں حضرت خضر نے ایک نفس زکیہ کو قتل کر دیا۔ اس کے بالمقابل مزامیر کیا شے ہیں۔ لہذا جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے جلد بازی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ دوسرے علامات کو دیکھنا چاہیئے جو اولیاء الرحمان میں پائی جاتی ہیں۔ ان لوگوں کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہے۔ اس میں بڑی احتیاط لازم ہے۔ جو اعتراض کرے گا۔ وہ مارا جائے گا۔ تعجب ہے۔ کہ زبان کھولنے والے خود گندے لوگ ہوتے ہیں۔ اور ان کے دل ناپاک ہوتے ہیں۔ اور پھر بزرگوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

نظر بد یہ بھی میں دیکھتا ہوں۔ کہ اولیاء اللہ میں کسی ایسی بات کا ہونا بھی سنت اللہ میں چلا آتا ہے۔ جیسا کہ خوبصورت بچے کو جب ماں عمدہ لباس پہنا کر باہر نکالتی ہے تو اس کے چہرے پر ایک سیاہی کا داغ بھی لگا دیتی ہے تاکہ وہ نظر بد سے بچا رہے۔ ایسا ہی خدا بھی اپنے پاکیزہ بندوں کے ظاہری حالات میں ایک ایسی بات رکھ دیتا ہے۔ جس سے بد لوگ اُس سے دُور رہیں۔ اور صرف نیک لوگ اس کے گرد جمع رہیں۔ سعید آدمی چہرے کی اصلی خوبصورتی کو دیکھتا ہے۔ اور شقی کا دھیان اس داغ کی طرف رہتا ہے۔ امرتسر کا واقعہ ہے۔ ایک دعوت میں چند مولوی شریک تھے۔ اور صاحب مکان نے مجھے بھی بلایا ہوا تھا۔ چائے لائی گئی۔ میں نے پیالی بائیں ہاتھ سے پکڑی تب سب نے اعتراض کیا۔ کہ یہ سنت کے برخلاف کام کرتا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ سنت ہے۔ کہ پیالی دائیں ہاتھ سے پکڑی جائے۔ مگر کیا یہ سنت نہیں۔ کہ لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ جس بات کا تجھے علم نہیں۔ اس کے متعلق اپنی زبان نہ کھول۔ کیا آپ لوگوں کو مناسب نہ تھا کہ مجھ پر حسن ظن کرتے اور خاموش رہتے۔ یا یہ نہیں ہو سکتا تھا تو اعتراض کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھ ہی لیتے۔ کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے۔ پھر میں نے بتلایا۔ کہ اصل بات یہ ہے کہ میرے دائیں بازو کی ہڈی بچپن سے ٹوٹی ہوئی ہے اور پیالی پکڑ کر میں ہاتھ کو اُوپر نہیں اُٹھا سکتا۔ جب یہ بات انہیں بتلائی گئی۔ تب وہ سُن کر شرمندہ ہو گئے۔

ہفتہ کی دنیا

۱۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمعہ اہل بیت بخیر و عافیت ہیں

۲۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن شریف ہر روز حسب معمول مسجد جامع میں بعد عصر ہوا کرتا ہے۔

۳۔ بابو جمال الدین صاحب گوجرانوالہ سے اور دیگر بعض دوست کشمیر۔ پشاور۔ پنجہ۔ وغیرہ مقامات سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۴۔ فنڈ کے مشکلات کے سبب دفتر بدر میں ٹکٹ نہ رہے اس واسطے اخبار بعض احباب کو دیر سے روانہ ہو سکا۔

عید فنڈ

عید کا مبارک دن قریب آتا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مدرسہ تعلیم الاسلام کا عید فنڈ آپ کو ایک شاندار ثواب میں حصہ دینے کے واسطے منتظر بیٹھا ہے۔ اُمید ہے۔ کہ آپ حسب معمول اپنا اور اپنے شہر اور گرد و نواح کے گاؤں کا چندہ عید فنڈ مبلغ ایک روپیہ فی کس اور صدقہ فطر یتامی اور مساکین طلبائے مدرسہ کے واسطے جمع کرکے بہت جلد ارسال فرماویں گے۔ مدرسہ میں ایک معقول رقم چندہ کی ہر وقت جمع رہنی چاہیئے۔ کیونکہ مدارس کی منظوری کے قواعد دن بدن ایک بڑے فنڈ کو چاہتے ہیں۔ مدرسہ ایک اہم دینی خدمت کو پورا کر رہا ہے۔ اور آئندہ نسلوں کے واسطے ایک قابل نمونہ جماعت طیار کر رہا ہے۔ والسلام

مکرمی جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ موسم سرما آگیا ہے۔ ہمارے مدرسہ میں ایک بڑی تعداد غریب طلباء کی ہے۔ ان کو کمیٹی کی طرف سے کچھ وظیفہ تو ملتا ہے۔ مگر اس میں اس قدر گنجائش نہیں۔ کہ طلباء گرم کپڑے یا لحاف وغیرہ بنا سکیں۔ اس لئے آپ کے اخبار کے ذریعہ احمدی جماعت کے احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین اور یتامیٰ کے لئے کپڑے بھیج کر ان کی امداد فرماویں۔

نیز جو لڑکے بورڈنگ میں رہتے ہیں۔ ان کے سرپرستوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ براہ مہربانی ان کے ماہواری خرچ سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کے نام ارسال کریں والسلام

شیر علی عفی اللہ عنہ۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

صاحب وسعت احباب توجہ کریں۔

میاں احمد نور صاحب مہاجر کے مکان کے لئے کئی دفعہ پہلے بھی تحریک ہو چکی ہے۔ کچھ روپیہ جو جمع ہوا تھا۔ وہ خرچ ہو چکا ہے چونکہ زمین جو مکان کے لئے تجویز ہوئی تھی۔ وہ نشیب میں ہے۔ قریباً ایک سو روپیہ تو اُسی کے برابر کرنے میں خرچ ہو گیا۔ اب مکان کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔ مگر گذارہ کے موافق مکان تیار ہونے کے لئے دو سو روپے کی اور ضرورت ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ قوم پر طرح طرح کے چندوں کا بوجھ پڑا ہوا ہے۔ اور خصوصاً لنگر خانہ کی حالت ان دنوں میں بہت ہی قابل توجہ ہے جس کے لئے حضرت اقدس نے پھر تحریک کا ارشاد فرمایا ہے۔ مگر اس قوم کے لئے جو اس وقت ہزارہا روپے مجموعی طاقت سے نیکی کے کاموں میں خرچ کر رہی ہے دو سو روپیہ کی رقم کچھ بھی چیز نہیں بلکہ یہ ایک ایسی خفیف رقم ہے کہ دو چار صاحب وسعت احباب ہی توجہ فرما کر اسے پورا کر سکتے ہیں۔ زکوٰۃ کی مد میں آخر سینکڑوں نہیں ہزاروں روپے اس جماعت کے نکلتے ہیں۔ پس اسی میں سے ادنیٰ توجہ سے یہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔ کل قوم کے سامنے اس لئے تحریک کی گئی ہے کہ تھوڑی تھوڑی مدد دینے سے ہی مدعا حاصل ہو جائے۔ مگر یہ کام بہت